درودِ تاج

قرآن وحدیث کی روشنی میں



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ڈاکٹر منظور احمد سعیدی

GIM

گلوبل اسلامک مشن انک

نیویارک یو ایس اے

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ ﴿الاحزاب:۵۶﴾

بیشک اللہ اور اسکے سارے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی پر،

اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام عرض کرو

درودِ تاج

﴿قرآن وحدیث کی روشنی میں﴾

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

ڈاکٹر منظور احمد سعیدی
پی۔ایچ۔ڈی

GIM

گلوبل اسلامک مشن انک

نیویارک، یو ایس اے

نام کتاب: 'درودِ تاج ﴿قرآن وحدیث کی روشنی میں﴾'

شارح: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد / ڈاکٹر منظور احمد سعیدی

پیش لفظ: محمد مسعود احمد سہروردی، اشرفی

کمپیوٹر کتابت: منصور احمد اشرفی

اشاعت: محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق فروری ۲۰۰۷ء

تعداد: ۵۰۰۰

ناشر: گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یو ایس اے

قیمت:

Published By:

Global Islamic Mission, INC.
P.O. Box 100
Wingdale, NY 12594
U.S.A.
www.globalislamicmission.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

﴿۲-۱۵۲﴾

رب ذوالجلال کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ ہم کچھ بھی نہ تھے اور اس نے ہمیں ایک ہستی بخشی اور اپنی مخلوق میں شامل فرمایا۔ پھر احسان فرمایا کہ اشرف المخلوقات بنایا۔ مزید احسان فرمایا کہ مومن بنایا اور ہر احسان سے بڑھ کر یہ احسان کہ ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی امت میں رکھا۔۔۔ ہمیں چاہئے کہ فرائض، واجبات، سنت اور نوافل کے ساتھ ساتھ ہر لمحہ اس مالک کا ذکر کر کے اُس کے شکر گزار بندے بننے کی کوشش کریں۔

جس طرح اللہ رب العزت کے ہم پر کروڑوں احسانات ہیں اسی طرح اللہ کے حبیب ﷺ کے بھی اپنی اُمت پر بے اندازہ احسانات ہیں کہ آپ نے ہر مشکل برداشت کی مگر اپنی اُمت کو نہیں بھولے جسکی شہادت میں دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔۔۔۔ رب العالمین کے ساتھ ساتھ رحمة للعالمین کا شکر بھی ہمیں ادا کرنا ہے، یعنی ذکر خدا کے ساتھ ساتھ ذکر رسول بھی ہم پر لازم ہے۔

شایانِ شان ذکر رسول ﷺ کیلئے جہاں اور بھی بہت سے طریقے آج اُمت میں رائج ہیں وہیں سب سے آسان اور بہتر ذریعہ آپ پر درود و سلام بھیجنا ہے، جو نبی کا غلام بہ آسانی کر سکتا ہے۔۔۔ اب جو کوئی درود و سلام سے روکے یا اسطرح شکوک و شبہات پیدا کرے کہ لوگ درود و سلام سے دور ہوتے چلے جائیں وہ دراصل ذکر رسول سے روکتا ہے جو سراسر قرآن کریم کے ان گنت پیغامات کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ جو درود سے دور کرے وہ ہمیں رسول سے دور کرتا ہے اور یہی دوری اللہ جل شانہٗ سے دوری ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ہم ہمیشہ ہمیشہ ذکرِ خدا کے ساتھ ذکرِ رسول ﷺ بھی کرتے رہیں اور اپنے سروں پر درودوں کی دستار باندھے ہوئے اپنے آقا و مولیٰ کے گن گاتے رہیں۔ (امین)

کاروانِ اُمت مسلمہ کے سفر میں جب بھی کسی نے رخنے پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ان کو انکی منزل

حق کے پروانوں نے ہمیشہ ہی جان سے، مال سے، اور قلم سے جہاد کر کے اُمت کے قدم مضبوط کیئے تا کہ ہم منزل مقصود کی طرف گامزن رہیں ۔۔۔ انہی افراد میں یعنی مردانِ خدا میں حضور مسعود ملت، حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ العالی کا نام نامی اسمِ گرامی بھی آج کے دور میں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کے رشحاتِ قلم میں زیرِ نظر کتاب ''درودِ تاج (قرآن وحدیث کی روشنی میں)'' ایک حسین اور ضروری اضافہ ہے۔

عنوان دیکھتے ہی دل میں خیال ہوا کہ سب ہی کی طرح گلوبل اسلامک مشن کے قارئین کیلئے بھی یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہوگی ۔۔۔ حضرت سے شائع کرنے کی اجازت چاہی، حضرت نے اجازت مرحمت فرمائی اور اب یہ کتاب ہمارے ادارے کی طرف سے ایک اور خدمت کے طور پر آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے ۔۔۔ درودِ تاج کا ایک ایک لفظ پڑھئے اور اسکے تعلق سے اس کتاب میں درج قرآن وحدیث کی پیغامات کو سامنے رکھتے ہوئے کم عقلوں، بدمذہبوں اور گمراہوں کے پیدا کیئے ہوئے تمام شکوک وشبہات رفع کرتے چلے جائیں۔

آخر میں دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مصنفینِ کتاب ھٰذا کے درجات بلند فرمائے اور عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے۔ اسکے ساتھ ہی ہم شکر گزار ہیں منصور احمد اشرفی کے کہ جنہوں نے بہت ہی کم وقت میں اس کتاب کی ری کمپوزنگ اور کور ڈیزائن کر کے ہمیں بھیجے اور جناب سلیم الدین صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ اُنہوں نے صرف دو ہی دن میں کئی ہزار کی تعداد میں اس کتاب کو چھاپ کر مہیا کیا ۔۔۔۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ کے طفیل ہم سب کی اس ادنیٰ سی کوشش کو اپنی بارگاہِ بے کس پناہ میں قبول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم والہ واصحابہ اجمعین

ابوالمنصور
محمد مسعود احمد سہروردی اشرفی
۲۷ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۶ فروری ۲۰۰۷ء

چیئرمین
گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یو ایس اے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

درودِ تاج

قرآن وحدیث کی روشنی میں

ایک دن حضور ﷺ صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اچانک تشریف لائے، چہرۂ مبارک خوشی سے دمکتا ہوا۔۔۔۔فرمایا: 'مجھے مبارک باد دو، مجھے مبارک باد دو!' صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے حیرت سے عرض کیا: 'ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، یارسول اللہ! کس بات کی مبارکباد؟'۔۔۔۔فرمایا: 'مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا جہاں سے محبوب ہے':

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۶﴾ ﴿الاحزاب:۵۶﴾

بیشک اللہ اور اسکے سارے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں نبی پر،
اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو ان پر اور خوب سلام عرض کرو

۔۔۔۔یہ سنتے ہی صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے بیک زبان عرض کیا: 'یارسول اللہ! مبارک ہو، مبارک ہو'[۱]۔۔۔۔

قرآن کریم میں ۶۶۶۶ (چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ) آیات ہیں مگر یہ محبوب ترین آیت ہے، ہم کو بھی محبوب ہونی چاہیئے۔ ہماری پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا تعلق حضور ﷺ کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی سے ہونا چاہیئے۔۔۔۔جو آپ کو پسند ہے اسکو ہم پسند کریں، جو آپ کو ناپسند ہے، اسکو ہم ناپسند کریں۔ یہی اتباعِ سنت اور حضور ﷺ کی پیروی کی روح ہے۔ اس پسندیدگی اور ناپسندیدگی میں کائناتی راز ہیں کیونکہ حضور ﷺ

۱۔۔۔جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی تفسیر بالماثور، ۵/۲۱۵

کی پسندیدگی، ناپسندیدگی وحی الٰہی کے تابع ہے جس نے ہم کو صدیوں کے تجربوں سے بے نیاز کر کے نتائج تک پہنچادیا، یہی اسکا امتیاز ہے جو عقل والوں کیلئے قابل توجہ ہے جو تجربوں پر یقین رکھتے ہیں۔

تو ذکر تھا آیت کریمہ کے نزول کا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہء کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، 'ہم درود کس طرح پڑھیں'؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درود ابراہیمی تلقین فرمایا۔[1] اسکے علاوہ اور درود شریف بھی ارشاد فرمائے، جنکو آٹھویں صدی کے مشہور محدث ابن قیم جوزی م ۷۵۱ھ نے اپنی کتاب جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علیٰ خیر الانام[2] میں اور ہندوستان کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب 'جذب القلوب الی دیار المحبوب'[3] میں نقل کیے ہیں، لیکن ہم کو ایک ہی درود شریف معلوم ہے۔ اصل میں درود کا مقصد آپ کی تعریف وتوصیف اور آپ کے فضائل وکمالات کا بیان ہے لیکن چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال عجز وانکساری تھی؛ اسلئے جو درودِ پاک آپ نے ارشاد فرمائے ان میں آپ کی تعریف وتوصیف اور آپ کے فضائل وکمالات کا بیان نہیں، بلکہ ہر درود پاک میں اللہ تعالیٰ ہی سے عرض کیا گیا ہے کہ تو ہی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج ہم تو اس لائق نہیں اور اس میں شک بھی کیا ہے؟۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو درودِ پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں وہی پڑھیں بلکہ براہ راست تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ صَلُّواْ عَلَيۡهِ وَسَلِّمُواْ تَسۡلِيمًا ﴿٥٦﴾ ﴿الاحزاب:۵۶﴾

اے ایمان والو! تم بھی درود بھیجو اور خوب سلام عرض کرو۔

۱۔۔۔ بخاری شریف، کتاب احادیث الانبیاء، حدیث: ۳۳۷۰

۲۔۔۔ شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن قیم جوزی (م۔۷۵۱ھ) نے، جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علیٰ خیر الانام (ص:۸۴۔۹۱) مطبوعہ (لائلپور) فیصل آباد۔

۳۔۔۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، کلکتہ ۱۸۴۵ء

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت صلحائے امت نے اپنے اپنے ذوق وشوق کے مطابق درود شریف ارشاد فرمائے، یہ انکے نفس کی خواہش نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل تھی۔ اگر وہ درود شریف نہ لکھتے تو نافرمانی ہوتی۔ پھر ہر درودِ پاک میں حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف ہے اور فضائل وکمالات کا بیان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا حضور ﷺ کی تعریف وتوصیف کی ہے اور فضائل وکمالات بیان کئے ہیں۔ درودِ تاج بھی انہیں درودوں میں سے ایک درود ہے جو گزشتہ آٹھ سو سال سے سننے والے سن رہے ہیں، یہ آج یا کل کی بات نہیں جو ہم اور آپ رد کردیں۔ محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ محبوب کی تعریف سننا پسند کرتی ہے۔ کوئی جھوٹی بھی تعریف کرے تو کوئی عاشق تعریف کرنے والے کو لقمہ نہیں دیتا بلکہ خوشی خوشی سنتا رہتا ہے اور جب سچی تعریف کی جائے تو عاشق کے دل کو کیوں نہ بھائے؟ اب دیکھنا یہ ہے کہ درودِ تاج میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے فکر وعمل کی رہنمائی قرآن وسنت سے ہی ہوتی ہے۔ ایک بنیادی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ساری خوبیاں سارے فضائل وکمالات اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں، اس پر ایمان ضروری ہے ورنہ محرومی کے سوا کچھ نہیں۔

۔۔۔اب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں درودِ تاج کا جائزہ لیتے ہیں۔

اللھم صل علی سیدنا و مولینا محمد
صاحب التاج والمعراج والبراق و العلم

اے اللہ! رحمت فرما ہمارے سردار اور ہمارے مالک ومددگار محمد ﷺ پر جو تاج والے ہیں، جو معراج والے ہیں، جو براق والے ہیں، جو جھنڈے والے ہیں۔

شروع کے تین الفاظ تو درودِ ابراہیمی میں موجود ہیں، حضور ﷺ ہمارے مالک

ومددگاراور سردار ہیں، اسکاذکرقرآن وحدیث میں ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ﴿الاحزاب:۶﴾

نبی مومنین کاان کی جانوں سے زیادہ مالک ومولیٰ ہے

۔۔۔اور جوحدیث شریف میں آتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

انا سید ولد آدم فی الدنیا وفی الآخرة ولافخر[1]

میں دنیاوآخرت میں اولادآدم کا سردار ہوں اور مجھے اس پر کوئی ناز نہیں۔

حضور ﷺ کا نام نامی 'محمد' ﷺ قرآن کریم میں ہے[2] اور ہر آسمانی کتاب اور صحیفے میں ہے[3] حتیٰ کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی ہے۔[4] بلکہ جدید تحقیق یہ سامنے آئی ہے کہ ہر انسانی وجود کے داہنے پھیپھڑے پر نام نامی 'محمد' ﷺ موجود ہے۔[5] حضور ﷺ صاحب التاج ہیں، خود فرمایا:

عمامے عرب کے تاج ہیں[6]

حضور ﷺ کا سفر معراج تو معروف ومشہور ہے، تفصیلات قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ ابتدائی سفر معراج کا ذکر سورۂ اسراء کی اس آیت میں ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ﴿سورۃ اسراء:۱﴾

پاکی اسکی جوراتوں رات لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف۔

۱۔۔۔﴿ا﴾۔۔مصنف ابی شیبہ: ج۱۱، ص۴۱۱، بیروت ﴿ب﴾۔۔ترمذی شریف، حدیث: ۳۱۴۸، بیروت

۲۔۔۔قرآن کریم، ۲۹/فتح/۴۸: ۶/صف/۶۱

۳۔۔۔انجیل برناباس، ۴۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳، ۱۹۱ ۴۔۔۔رگ وید، منڈل ۱، سکت ۱۳، منتر ۴

۵۔۔۔روزنامہ البلاد (سعودی عرب) شمارہ یکم شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ

۶۔۔۔کنزالعمال، حدیث: ۴۱۱۳۲، ۴۱۱۳۳ اور کشف الخفا للعجلونی، ۲/۱۹۴، مکتبہ دارالتراث

ابتدائی سفر کے بعد پھر اگلے سفر کا ذکر سورۂ نجم کی بعض آیات میں ہے۔ [1]
حضور ﷺ نے جس سواری پر سفر کیا احادیث شریف میں اسکا نام براق آیا ہے۔ [2]
﴿مشکوٰۃ﴾ ۔۔۔ حضور ﷺ کے کئی جھنڈے تھے، سفید وسیاہ [3] ۔۔۔ اور ایک مقدس جھنڈے کا ذکر حضور ﷺ نے خود فرمایا:

بیدی لواء الحمد و لا فخر و من دونی تحت لوائی و لا فخر [4]

اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس پر مجھے فخر نہیں آدم اور انکے بعد آنے والے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔

دافع البلاء و الوباء و القحط و المرض و الالم

بلاؤں، وباؤں، قحط، بیماریوں اور مصیبتوں کے دور کرنے والے ہیں

عادت الٰہی ہے کہ ایک کو دوسرے سے دفع فرماتا ہے، اور حکمت یہ بیان فرمائی کہ فساد عام نہ ہو جائے ۔۔۔ چنانچہ ۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ ﴿بقرا : ۲۵۱﴾

اور اگر نہ ہو اللہ کا دفع کرنا لوگوں کو بعض کو بعض سے البتہ تباہ ہو چکی ہوتی زمین۔

۔۔۔ دوسری جگہ فرمایا:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ ﴿حج: ۴۰﴾

اور نہ ہوتا ہٹاتے رہنا اللہ کا لوگوں کو بعض کو بعض سے تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور عیسائیوں کے گرجے، اور یہودیوں کے عبادت خانے

۱۔۔۔ قرآن کریم، ۶/ نجم/ ۵۳ اور ۱۳/ الحج/ ۱۷ ۲۔۔۔ بخاری شریف، کتاب بدأ الخلق، حدیث: ۳۲۰۷
۳۔۔۔ مسند احمد، ج:۱ص:۲۸۱ ۴۔۔۔ مسلم شریف، کتاب الفضائل، حدیث: ۲ اور ترمذی شریف حدیث: ۳۶۱۵،۳۱۴۸

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی بعثت سے بہت سی معاشرتی اور روحانی وباؤں، بلاؤں اور بیماریوں اور مصیبتوں کو دفع فرماتا ہے۔

حضور ﷺ کی بعثت کے وقت معاشرے میں غلامی، جوئے بازی، سودخوری کی بلائیں، ظلم وستم، قتل وغارت گری اور لوٹ مار کی وبائیں، شراب خوری، زناکاری، حسد ودشمنی کی بیماریاں، امن وانصاف، سچائی، وفا شعاری کا قحط، غربت ومسکینی اور مظلومیت کی مصیبتیں تھیں۔۔۔۔ حضور ﷺ معاشرتی اور روحانی وباؤں اور بلاؤں کو دفع کرنے آئے تھے اور حیرت انگیز طور پر دفع ہوگئیں۔۔۔۔ بلکہ آپ کے وجود مقدس سے عذاب تک ٹل گئے، دفع ہوگئے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ﴿انفال: ۳۳﴾

اور اللہ عذاب بھیجنے والا نہیں جب کہ تم ان میں ہو

۔۔۔۔قوم لوط پر کنکریوں کا عذاب آیا:

فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿حجر: ۷۴﴾

تو ہم نے کر دیا اس کو تہہ وبالا اور برسایا ہم نے ان پر کنکر یلے پتھر

۔۔۔۔قوم عاد وثمود پر کڑک کا عذاب آیا:

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿السجدۃ: ۱۷﴾

تو پکڑا ان کو خاص کڑک نے اس پر جو وہ کما چکے تھے

۔۔۔۔بنی اسرائیل پر طوفان، ٹڈی، گھن، دیمک، جوئیں، مینڈک اور خون کا عذاب آیا:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ ۔۔۔۔ ﴿اعراف: ۱۳۳﴾

کہ بھیجا ان پر طوفان اور ٹڈی، اور جوئیں (گھن، دیمک) اور مینڈک اور خون

فرعون اور اسکی قوم پر پانی کا عذاب آیا اور سب ڈوب گئے مگر فرعون کے جسم کو اللہ تعالیٰ نے عبرت کیلئے باقی رکھا:

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ ﴿شعراء: ٦٣﴾

تو پھٹ گیا اور ہو گئے دونوں سمت جیسے بڑا پہاڑ

ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾ ﴿شعراء: ٦٦﴾

پھر ڈبو دیا ہم نے دوسری جماعت والوں کو

۔۔۔اور اصحاب فیل کو پرندوں اور کنکریوں سے تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَرْمِيهِم بِحِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ﴿٥﴾ ﴿فیل: ۴﴾

اور چھوڑ دیں ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں جو پھینکتی تھیں
ان پر پتھر کی کنکریاں تو کر دیا انہیں جیسے کھایا ہوا بھوسہ۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا: پچھلی اقوام پر کیسے کیسے عذاب آئے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے امت مسلمہ کو ہر قسم کے عذاب سے محفوظ رکھا۔ عذاب کی صورتیں مختلف ہیں، وہ وبا اور بلا کی صورت میں بھی آسکتا ہے، قحط کی صورت میں بھی آسکتا ہے، وہ بیماری کی صورت میں بھی آسکتا ہے، وہ کسی بھی مصیبت کی صورت میں آسکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ پر ہر قسم کے عذاب کو دفع کر دیا اور حضور ﷺ کو 'دافع' بنا دیا۔ حقیقی 'دافع' تو اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو 'مجازی دافع' بنا دیا۔ یہ اس کا کرم ہے۔

اصل میں نبی و رسول کو اللہ تعالیٰ ڈاکٹر و حکیم بنا کر نہیں بھیجتا، یہ چیزیں ان کے مقام عالی سے بہت ہی فروتر ہیں، شاید بعض لوگوں نے (معاذ اللہ) ایسا ہی سمجھا ہے

اسلئے وہ لفظ 'دافع' پڑھ کر چونک جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جامع جسمانی علاج کیلئے شہد کی مکھی سے ایسا محلول تیار کرایا[۱] کہ ہر حکیم وڈاکٹر حیران ہے، جسمانی علاج تو اللہ تعالیٰ مکھیوں کے ذریعہ کرادیتا ہے۔ حکیم وڈاکٹر کا تعلق اسباب سے ہے اور انبیاء ورسل کا تعلق مسبب الاسباب سے انہوں نے بھی علاج کئے ہیں مگر حیرت ناک، حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبروص کے بدن پر ہاتھ پھیرتے تو جسم کے داغ دھبے سب ختم ہو جاتے۔[۲]

حضور انور ﷺ سے بھی ایسے بہت سے معجزات ثابت ہیں جن کا ذکر آگے آتا ہے، لیکن نبی ورسول کا کام تزکیہ نفس ہے، وہ تزکیہ نفس سے معاشرے کی معاشرتی اور روحانی بیماریوں کو دفع کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس حقیقت کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔۔۔ اىک جگہ فرمایا:

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿یونس: ۵۷﴾

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس نصیحت آگئی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور امراض سینہ کیلئے تندرستی

۔۔۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

﴿آل عمران: ۳﴾

۱۔۔۔ قرآن کریم ۶۹/نحل/۱۶ ۲۔۔۔ قرآن کریم، ۴۹/آل عمران/۳

بیشک احسان فرمایا اللہ نے ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول انہیں میں سے تلاوت کرے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرے ان کو اور سکھائے ان کو کتاب وحکمت ورنہ ضرور وہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں تھے۔

اور تو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضور ﷺ کی آمد کیلئے دعا فرمائی، تو اس دعا میں بھی اس حقیقت کو واضح فرمایا۔۔۔آپ نے دعا فرمائی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۲۸﴾ ﴿بقرہ: ۱۲۹﴾

اے ہمارے پروردگار اور بھیج دے ان میں ایسا رسول ان میں سے کہ تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں اور سکھائے انہیں کتاب اور حکمت اور پاک صاف فرمائے ان کو بیشک تو ہی غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ نفس اور دلوں کا پاک کرنا تھا۔آپ نے ہم کو یہ عظیم تصور دیا کہ انسان سنور گیا تو سارا جہاں سنور گیا اور انسان اگر بگڑ گیا تو سارا جہاں بگڑ گیا۔۔۔آج پورا معاشرہ وباؤں، بلاؤں، قحط، بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہے، حضور ﷺ کے عہد مبارک میں ایسا نہ تھا کہ آپ دافع الوباء والبلاءٔ موجود تھے۔

آپ نے بلاؤں اور وباؤں کا دفع کیا۔۔۔آپ کے عہد مبارک میں خشک سالی نے جینا مشکل کر دیا، نماز جمعہ میں خطبۂ جمعہ کیلئے ممبر پر چڑھتے ہوئے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارش کی دعا کیلئے عرض کیا، دعا فرمائی، ابھی دعا ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ

موسلا دھار بارش ہونے لگی اور مسلسل ایک ہفتے تک ہوتی رہی[۱] سارا مدینہ جل تھل ہوگیا، نقصانات ہونے لگے، دوسرے جمعہ کوانہیں صحابی (رضی اللہ عنہ) نے مدینہ منورہ پر مینہ نہ برسنے کی دعا کی درخواست کی، آپ نے دعا فرمائی:

اللھم حوالینا لاعلینا[۲]

اے اللہ ہم پر بارش نہ برسا، اردگرد برسا

دعا کرنی تھی، مدینہ منورہ پر بارش رک گئی، مدینہ منورہ کے اردگرد برسنے لگی۔

آپ کے بچپن میں آپ کو گود میں لے کر بارش کی دعا مانگی تو اس زور سے بارش ہوئی کہ وادی وتالاب بھر گئے۔[۳]

حضور ﷺ نے ظاہری اور جسمانی امراض کا ایسا علاج فرمایا کہ عقل حیران رہ گئی۔

﴿۱﴾ ۔۔۔حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے بدن پر سخت کھجلی تھی، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے انکے پیٹ اور پیٹھ پر دستِ شفاء پھیرا تو وہ صحت یاب ہوگئے اور ایسی خوشبو میں بس گئے جو کبھی نہ گئی۔[۴]

﴿۲﴾ ۔۔۔حضور ﷺ نے پانی پر دم کیا اور اس میں لعاب دہن ڈالا پھر یہ پانی فاتر العقل کو پلایا گیا تو وہ صحت یاب ہوگیا۔[۵]

﴿۳﴾ ۔۔۔سلیمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں غزوہ خیبر میں تلوار کے شدید زخم آئے۔ حضور ﷺ نے تین بار دم کیا تو زخم ٹھیک ہوگیا۔[۶]

﴿۴﴾ ۔۔۔عبداللہ بن غلیک رضی اللہ عنہ کے گرنے سے پنڈلی ٹوٹ گئی تھی۔ عمامہ سے باندھ

۱۔۔۔بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، باب من تمطر فی المطر۔

۲۔۔۔فتح الباری، ۲/۴۹۴، ۲/۵۱۹ اور مسلم شریف، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء باب الدعا فی الاستسقاء، حدیث: ۹، ۲/۶۱۴

۳۔۔۔تفسیر مواہب الرحمٰن، ص: ۹۳۱

۴۔۔۔اسد الغابہ، ج:۳، ص: ۳۶۵

۵۔۔۔مسند احمد، ج:۶، ص: ۲۷۹

۶۔۔۔بخاری شریف، ج:۲، ص: ۶۰۵

کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، فرمایا، پاؤں پھیلاؤ، پاؤں پھیلایا، حضور ﷺ نے ہاتھ پھیرا تو یہ محسوس ہوا کہ کوئی تکلیف نہ تھی۔[1]

﴿۵﴾---حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ بچپن میں جھلس گئے تھے، ان کی ماں خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن انکے منہ میں ڈالا اور زخمی ہاتھ پر ملا اور دعا کی، اس سے پہلے کہ ماں آپ کو اٹھا کر لے چلتی، بالکل ٹھیک ہو گئے۔[2]

﴿۶﴾---صحابہء کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کا جبہ شریف دھو کر اس کا دھوون بیماروں کو پلایا کرتے تھے اور وہ شفایاب ہو جاتے تھے۔[3] آپ کی دعا سے بیماریاں ٹل گئیں۔[3]

اس قسم کے واقعات بکثرت احادیث شریفہ میں مذکور ہیں مگر جب سے ہم کو یہ بتایا گیا کہ معاذ اللہ حضور ﷺ ہم جیسے بشر تھے، حضور ﷺ کے فضائل میں نہ قرآنی آیات سنائی گئیں، نہ احادیث شریفہ دکھائیں تو ایسے واقعات سن سن کر مسلمان چونکتے ہیں اور کف افسوس ملتے ہیں کہ ہم کو تو یہ نہیں بتایا گیا۔

قحط کی باتیں بھی آپ نے سنیں اور بیماریوں کی باتیں بھی، اب مصیبت والم کی ایک بات سماعت فرمائیں جس کو حضور ﷺ نے دفع فرمایا۔

حضور ﷺ کے عہد مبارک میں معاشرے میں عورت کو زمین پر چلنے کا بھی حق نہ تھا، چرند پرند چر سکتے تھے مگر یہ نہ چل سکتی تھی، اسکی قسمت میں زمین میں دفن ہونا تھا، وہ دفن کی جاتی تھی، یہ کتنی بڑی آفت تھی جسکو حضور ﷺ نے ختم کیا اور عورت کو وہ وقار بخشا کہ دنیا دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے، آج تک وہ وقار نہ مل سکا۔ عورت کو خوب معلوم ہے کہ آج وہ کس کرب میں مبتلا ہے۔

۱---بخاری شریف، ج:۲، ص: ۲---البدایہ والنہایہ، ج:۶، ص:۱۶۲ ۳---مسلم شریف، ج:۲، ص:۱۹۰

ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی پیاری بچی کا غمناک قصہ سنایا۔ عرض کیا، بچی کو سیر کے بہانے تیار کیا، جنگل لے گیا، گڑھے میں ڈالا، وہ بچی پکارتی رہی، ابا ابا؟۔۔۔۔ مگر میں اس پر مٹی ڈالتا رہا، یہاں تک اس کی آواز بند ہوگئی۔۔۔۔ وہ صحابی (رضی اللہ عنہ) بھی زار وقطار رورہے تھے اور حضور ﷺ بھی آنسو بہارہے تھے، اور فرماتے جاتے، پھر بیان کرو، وہ صحابی رضی اللہ عنہ، پھر بیان کرتے اور حضور ﷺ آنسو بہاتے جاتے۔ [۱]

ہاں خواتین کی یہ مصیبت حضور ﷺ کے صدقے دفع ہوگئی۔

انسان، انسان کا دشمن تھا، برسوں انتقام کی جنگیں لڑی جاتی تھیں، ہر قبیلہ اس میں گرفتار تھا، مگر حضور ﷺ نے حیرت انگیز طور پر اس مصیبت والم کو دفع فرمادیا۔۔۔۔ قرآن کریم شاہد ہے:

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ﴿آل عمران: ۱۰۳﴾

اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کہ جب کہ تم باہم دشمن تھے، کہ الفت پیدا کی تمہارے دلوں میں تو ہوگئے تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی اور تم غار جہنم کے کنارے پر تھے تو نکالا تم کو اس جہنم سے۔

ہماری نظر محدود ہے، جب وبا کا ذکر آتا ہے تو طاعون کی طرف دھیان جاتا ہے، جب قحط کا ذکر آتا ہے تو اناج اور پانی کی طرف دھیان جاتا ہے، جب مرض کا ذکر آتا ہے تو نمونیہ، موتی جھرہ، یرقان، سرطان کی طرف دھیان جاتا ہے، جب الم کا ذکر آتا ہے تو معاش کی تنگی یا پانی و بجلی کی مصیبت کی طرف دھیان جاتا ہے۔۔۔ مگر حضور ﷺ

۱۔۔۔ سنن الدارمی، ۱/۱۴، کراچی

اُس مقام عظمت پر فائز ہیں، جہاں معاشرتی اور روحانی وباؤں، بلاؤں، بیماریوں اور مصیبتوں کا علاج کیا جاتا ہے، جہاں کمزوروں کو قوی بنایا جاتا ہے، جن کو دنیا والے نہیں دیکھتے تھے انکو سب دیکھنے لگے۔۔۔ ہر قسم کی معاشرتی وروحانی بلا و وباء، قحط و بیماری اور مصیبت دفع کر دی گئی۔۔۔ اسی لئے آپ کو 'دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم' کہا گیا۔۔۔ ان الفاظ کے پیچھے تاریخی حقیقتیں جھلک رہی ہیں۔ جس نے قرآن وحدیث نہیں پڑھے اسکو ضرور اچنبھا ہوگا مگر جنہوں نے دل کی آنکھوں سے قرآن وحدیث کو پڑھا ہے وہ اللہ جل وعلا اور رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا انکار نہیں کر سکتے۔

اسمهٗ مکتوب مرفوع مشفوع منقوش فی اللوح والقلم

جنکا نام نامی لکھا ہوا ہے، بلند ہے، اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ، لوح وقلم میں منقش ہے۔

حضور ﷺ کا نام نامی تمام الہامی کتابوں اور صحیفوں میں لکھا ہوا تھا جسکی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ ﴿اعراف: ۱۵۷﴾

پاتے ہیں جس کو لکھا ہوا اپنے پاس تورات وانجیل میں

۔۔۔دوسری جگہ فرمایا:

الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ﴿بقرہ: ۱۴۶﴾

جن کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ایسے پہچانتے ہیں پیغمبرِ اسلام کو جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

آپ کا نام نامی موجودہ تورات وانجیل میں بھی ہے [1] اور ہندوؤں کے ویدوں میں بھی ہے۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا، قرآن کریم سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿۴﴾ ﴿انشراح: ۴﴾

اور بلند فرما دیا ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو

آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہے اسلئے آپ مشفوع بھی ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: 'میرا ذکر کس طرح بلند ہوا'؟ ---جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا---اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذا ذكرت ذكرت معي [3]

جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

یہ رفعت وبلندی اور اللہ کے نام کے ساتھ وابستگی ہی ہے کہ ساق عرش پر لکھا ہوا ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ [4]

آپ کا نام نامی لوح محفوظ میں بھی منقوش ہے، جس کی تصدیق خود قرآن سے ہوتی ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ ﴿بروج: ۲۱-۲۲﴾

بلکہ وہ قرآن مجید ہے لوح محفوظ میں

۱---انجیل برناباس، ص ۴۹، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۳۰، ۱۹۱

۲---رگ وید، منڈل ۱، سکت ۱۲، منتر ۴؛ منڈل ۱۰، سکت ۳۶، منتر ۱۹

۳---خصائص الکبریٰ، ج ۲، ص ۱۹۶ ۴---روح البیان، ج ۱، ص ۱۳۳، بیروت

سید العرب و العجم

عرب اور عجم کے سردار ہیں

---حضور ﷺ نے عرب وعجم کے سردار خود فرمایا:

انا سید ولد آدم یوم القیٰمة[۱]

میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں

---اور قرآن کریم کی ان آیات سے اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے:

﴿۱﴾--- اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا ﴿اعراف: ۱۵۸﴾

میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف

﴿۲﴾--- لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ① ﴿فرقان: ۱﴾

تا کہ ہوں سارے جہان کو ڈرانے والے

درود تاج قرآن وحدیث کی روشنی میں

﴿۳﴾--- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿سبا: ۲۸﴾

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر سارے انسانوں کیلئے خوش خبری سنانے والا، اور ڈرانے والا

---ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ عرب وعجم کے سردار ہیں۔

جسمه مقدس معطر مطهر منور فی البیت و الحرم

آپ کا جسم مبارک ہر عیب سے پاک، خوشبودار، پاکیزہ اور مسجد حرام میں دمک رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے آپ کے جسم ہی کو مطہر نہیں کیا بلکہ آپ کے سب گھر والوں کو پاک صاف کر دیا جسکی تصدیق قرآن کریم کی اس آیت سے ہوتی ہے:

۱---مسلم شریف کتاب الفضائل حدیث:۳

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿احزاب: ۳۳﴾

یہی چاہتا ہے اللہ کہ دور کر دے تم سے ناپاکی اے نبی کے گھر والو! اور پاک کر دے تمہیں خوب۔

حضور ﷺ دن میں ستر بار استغفار فرماتے، اللہ تعالیٰ مغفرت چاہنے والوں اور پاک لوگوں سے محبت فرماتا ہے، حضور ﷺ سے اللہ کو کتنی محبت ہے؟۔۔۔۔ اسی سے آپ کی پاکی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴿بقرہ: ۲۲۲﴾

بیشک اللہ محبوب بنالیتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرے رہنے والوں کو۔

احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا جسم اطہر نہایت خوشبودار تھا۔[۱] غیر مسلموں کی مذہبی کتابوں میں حضور ﷺ کی اس خاص صفت کا ذکر ہے۔[۲]
حضور ﷺ کی نورانیت کیلئے صرف قرآن کریم کی یہ آیت کافی ہے۔

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ﴿مائدہ: ۱۵﴾

آگیا تم میں اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب

اسکی مزید تصدیق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (م ۷۷ھ) کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو گزشتہ تیرہ سو برس سے نقل ہوتی چلی آئی ہے۔ اور جس کو امام بخاری کے استاذ الاساتذہ حضرت ہمام بن منبہ رضی اللہ عنہ نے نقل فرمایا ہے اس حدیث پاک میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا:

۱۔۔۔ ابن عساکر، ج:۱، ص:۳۲۱، بخاری شریف، ج:۲، ص:۲۶۴، شرح مسلم للنووی، ج:۲، ص:۲۵۶

۲۔۔۔ محمد ریاض الرحیم، چندن کی خوشبو والے، کراچی ۱۹۹۰ء

الجزء المفقود من الجزء الأول

من

المصنف

للحافظ الكبير أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني

(ولد سنة ١٢٦هـ - توفي رحمه الله تعالى سنة ٢١١هـ)

تحقيق

الدكتور عيسى بن عبد الله بن محمد بن مانع الحميري

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کونسی شئے پیدا کی؟

۔۔۔۔حضور ﷺ نے فرمایا:

اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ نے اسے پیدا فرما کر اس میں سے ہر خیر پیدا کی اور اسکے بعد ہر شئے پیدا کی۔[1]

یہ حدیث شریف بہت طویل ہے جس میں نور محمدی ﷺ سے عرش وکرسی، حاملین عرش، خازنین کرسی، لوح وقلم، جنت، ملائکہ، شمس وقمر، عقل وحکمت، عصمت وحیا، ارواح انبیاء ورسل، اولیاء، شہداء، سب کی تخلیق کا ذکر ہے۔

یہ حدیث پاک جدید سائنس کی رو سے نہایت اہم معلوم ہوتی ہے، سرسری عقل رکھنے والوں کی سمجھ سے بالاتر ہے غالباً اسی لیے اس حدیث شریف کو ناقابل اعتبار قرار دے دیا گیا تھا، مگر اسکی صداقت پر ایک نہیں بیسیوں حوالے موجود ہیں، حال ہی میں اسکی دریافت ہو چکی ہے جو عبدالرزاق بن ہمام (م ۲۱۱ھ) کی شہرہ آفاق کتاب 'المصنف' میں ہے۔ دوبئی کے سابق وزیر اوقاف شیخ عیسیٰ مانع الحمیری نے اس قلمی نسخہ کو دریافت کیا اور موصوف ہی نے اسکو مدوّن کر کے شائع کیا۔[2]

بیت اللہ شریف اور مسجد حرام میں حضور انور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے آپ کے ذکر واذکار ہوئے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام جب بیت اللہ کی بنیاد کھڑی کر رہے تھے تو آپ کا ذکر ہو رہا تھا، جسکی تصدیق قرآن کریم سے ہوتی ہے۔۔۔۔ارشاد ہوتا ہے:

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ﴿بقرہ: ۱۲۷﴾

اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم بنیادوں کو اس گھر کی اور اسماعیل

۱۔۔۔عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، الجزاء المفقود من جزء الاول من المصنف، محققہ ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد مانع الحمیری، مطبوعہ دوبئی، ۲۰۰۵ء، ص: ۳ ۶ ۔ ۴

۲۔۔۔الجزأ المفقود من الجزأ الاول من المصنف مصنفہ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، دوبئی، ۲۰۰۵ء، مرتبہ شیخ عیسیٰ مانع حمیری، دوبئی

۔۔۔پھر اللہ نے تمام انسانوں کیلئے اسکو عبادت گاہ بنا دیا:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ﴿مآئدہ: ۵﴾

اللہ نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کیلئے موجب امن مقرر فرمایا ہے

۔۔۔اور حضور ﷺ کو حکم دیا گیا:

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ﴿بقرہ: ۱۴۹﴾

اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیرلو

حضور ﷺ کا بیت اللہ شریف اور مسجد حرام سے قوی تعلق ہے۔آپ کا بچپن، آپ کی جوانی سب یہیں گزری، یہیں دعوت اسلام کا آغاز ہوا جو سارے عالم میں پھیل گیا، یہیں شادی ہوئی، یہیں اولاد ہوئی۔

شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ صدرالعلی نور الھدی کھف الوریٰ۔

صبح کے آفتاب، چودھویں رات کے چاند، بلندی کے بالانشیں، ہدایت کے نور اور مخلوق کی پناہ۔

جو لوگ ادب سے واقف ہیں انکو معلوم ہے کہ محبوب کی باتیں اشارے کنائے میں کی جاتی ہیں اور اس کیلئے تشبیہات واستعارات استعمال کئے جاتے ہیں۔قرآن کریم کی بعض آیات میں بطور استعارہ حضور ﷺ کے چہرہ مبارک اور زلف مبارک کا ذکر ہے۔۔۔مثلاً: ان آیات میں:

وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ ﴿ضحیٰ: ۱-۲﴾

قسم ہے اس چمکیلے کی اور سیاہی والی کی جب ڈھانپ لے

۔۔۔دوسری آیت میں یوں فرمایا:

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝۲ ﴿شمس: ۱-۲﴾

قسم ہے سورج کی اور اسکی روشنی کی اور چاند کی جب پیچھے نکلے

۔۔۔مولوی اشرف تھانوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے:

'میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے میں آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی'۔ [۱]

شمائل ترمذی شریف میں ہے کہ آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔[۲] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑے سی رہی تھیں، چراغ بجھ گیا، اندھیرا ہوگیا، سوئی تلاش کر رہی تھیں، اچانک حضور ﷺ تشریف لے آئے، روشنی پھیل گئی، سوئی مل گئی۔[۳]

آپ بلندی کا سرچشمہ اور بلند سے بلند ہونے والے ہیں۔

۔۔۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝۷۹ ﴿اسراء: ۷۹﴾

عنقریب تمہاری جگہ بنائے گا تمہارا پروردگار مقام محمود کو

۔۔۔اور دوسری جگہ فرمایا:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝۴ ﴿ضحیٰ: ۹۳﴾

یقیناً پچھلی بہتر ہے تمہارے لئے پہلی سے

۱۔۔۔اشرف علی تھانوی: نشر الطیب، مطبوعہ تاج کمپنی، ص:۱۶۰

۲۔۔۔شمائل ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، حدیث: ۷، ص:۲۱؛ ترمذی شریف، حدیث: ۲۸۱۶

۳۔۔۔ابن عساکر، ج:۱، ص:۶۴

اس میں کیا شک ہے کہ آپ ہدایت کے نور ہیں، آپ کی روشنی سے ایک عالم نے ہدایت پائی۔ قرآن کریم شہادت دے رہا ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ ﴿شوریٰ: ۵۲﴾

اور بیشک تم چلاتے ہو سیدھی راہ پر

۔۔۔ حضور ﷺ مخلوق کی پناہ گاہ ہیں، اسکی شہادت بھی قرآن حکیم دے رہا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ۔۔۔ ﴿نساء: ۶۴﴾

اور اگر جب وہ ظلم کر بیٹھے اپنی جانوں پر، چلے آئے تمہارے پاس، اور بخشش مانگی اللہ کی اور مغفرت چاہی ان کیلئے رسول نے تو پالیا اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضور ﷺ کو گناہ گاروں کیلئے پناہ گاہ بنایا، جو گناہ کر کے دربار رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور حضور ﷺ بھی اسکی طرف سے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ گناہ معاف کر دے گا۔

مصباح الظلم، جميل الشيم، شفيع الامم صاحب الجود والكرم

اندھیریوں کے چراغ، بہترین عادات واخلاق والے، امتوں کی شفاعت کرنے والے، جودوسخا والے

حضور ﷺ اندھیریوں کے چراغ ہیں، قرآن کریم میں آپ کو 'سراج منیر' کہا گیا ہے یعنی روشن کرنے والا آفتاب، ارشاد ہوتا ہے:

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو انکے اصحاب ہیں وہ سخت ہیں (بر سر پیکار) کافروں پر، رحمدل ہیں آپس میں، انہیں دیکھو گے رکوع کرتے ہوئے، سجدے میں پڑے ہوئے، چاہتے فضل کو اللہ سے اور خوشنودی کو۔ ان کی پہچان ہے انکے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں۔ بیان ہے انکا توریت میں اور ذکر ہے ان کا انجیل میں۔

۔۔۔حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنی امت کی شفاعت کرنے والے ہیں:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ﴿بقرہ: ۲۵۵﴾

کون وہ ہے جو سفارش کرے اسکے پاس مگر اسکے حکم سے

۔۔۔آپ کی شان تو یہ ہے کہ قیامت کے دن ساری امتوں پر گواہوں گے۔

۔۔۔قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ ۔۔۔ ﴿نساء: ۴۱﴾

تو کیسا حال ہوگا جب ہم لے آئے ہر امت سے گواہ اور بنادیا تم کو ان سب پر گواہ۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ گواہی وہی دیتا ہے جو پاس موجود بھی ہو اور دیکھ بھی رہا ہو ورنہ وہ گواہی نہیں دے سکتا، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم راز سے پردہ اٹھایا ہے۔

واللہ عاصمہ وجبریل خادمہ والبراق مرکبہ
والمعراج سفرہ وسدرۃ المنتہیٰ مقامہ

اللہ ان کا محافظ ہے، جبرئیل ان کے خادم ہیں، براق ان کی سواری ہے، معراج ان کا سفر ہے اور سدرۃ المنتہیٰ اُن کی منزل ہے۔

۔۔۔اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کا محافظ ہے، خود فرمار ہا ہے:

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ﴿مائدہ: ۶۷﴾

اور اللہ بچاتا رہے گا تم کو لوگوں سے

حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضور ﷺ کی خدمت میں مسلسل آتے رہے، متعدد آیات سے اس حقیقت کا پتا چلتا ہے۔۔۔ایک آیت میں ہے:

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰی قَلْبِکَ ﴿شعراء: ۱۹۲،۱۹۳،۱۹۴﴾

اور بیشک یہ ضرور رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اس کو لے کر اترے روح الامین تمہارے دل پر

غزوۂ بدر میں حضور ﷺ کے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں اور انکے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے۔[1] قرآن کریم میں غزوۂ بدر میں فرشتوں کی مدد کا ذکر ہے۔[2] براق اور معراج کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔۔۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ درود تاج میں جو لفظ 'سفر' استعمال کیا گیا ہے یہ بھی قرآنی لفظ ہے۔[3] درود تاج میں حضور ﷺ کے جس مقام کا ذکر کیا گیا ہے، وہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی ﴿۱۴﴾ ﴿نجم: ۱۳۔۱۴﴾

اور بیشک دیکھا انہوں نے اسے دوبارہ سدرۃ المنتہٰی کے پاس

۱۔۔۔عمدۃ القاری، ۱۷/ ۲۵، المنیریہ، مصر، ۱۳۴۸ء ۲۔۔۔قرآن کریم، ۱۲۵/ آل عمران/ ۳

۳۔۔۔قرآن کریم، ۱۸۴/ بقرہ/ ۲ اور ۱۸۵، ۲۸۴/ بقرہ/ ۲ اور ۴۳/ نساء/ ۴

وقاب قوسین مطلوبه والمطلوب مقصوده
والمقصود موجوده۔

قرب الٰہی اُن کا مطلوب ہے، اور مطلوب میں ان کا مقصود ہے اور مقصود ان کے سامنے ہے۔

قرآن کریم میں 'قاب قوسین' کا ذکر ہے یعنی وہ مقام قرب الٰہی جو آپ کا مطلوب تھا۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:

فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ ﴿نجم: ۶،۷،۸،۹﴾

پھر متوجہ ہوا اور آسمان کے اونچے کنارے پر تھا، پھر قریب ہوا، پھر اتر آیا، تو رہ گیا دو کمانوں کا فاصلہ یا اس سے بھی کم

یہاں سفر معراج کے آخری مرحلے کا ذکر فرمایا، ابتدائی مرحلے کا ذکر سورۂ اسراء میں آ چکا ہے۔۔۔ مقام قرب الٰہی حضور ﷺ کو مطلوب تھا اور یہی آپ کا مقصد تھا جو حاصل ہو گیا گویا مقصود موجود ہو گیا۔۔۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

رأیت ربی عزوجل ۱

میں نے اپنے پروردگار عزوجل کو دیکھا

حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہم رویت باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

۱۔۔۔ مسند امام احمد، ۱/۵/۴،۵/۲۵،۵/۷۷،۴۷/۹/۲۶۲۹، دار احیاء التراث العربی، ۱۹۹۴ء

سید المرسلین ، خاتم النبین ، شفیع المذنبین،
انیس الغریبین، رحمۃ للعالمین۔

تمام رسولوں کے سردار، تمام نبیوں کے خاتم، گنہ گاروں کے شفیع، اجنبی مسافروں کے ہمدرد وغمخوار، سارے جہانوں کیلیئے رحمت ہی رحمت۔

حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔
۔۔۔خود فرمارہے ہیں:

انا سید ولد آدم فی الدنیا وفی الاخرہ ولا فخر[1]

میں دنیا اور آخرت میں اولاد آدم کا سردار ہوں، مجھے اس پر کچھ ناز نہیں

۔۔۔حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں جسکی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ ﴿احزاب: ۴۰﴾

نہیں ہیں محمد تم مردوں میں کسی کے بھی باپ لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور سارے نبیوں میں آخری ہیں۔

حضور ﷺ گناہ گاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں۔ جسکا ذکر پیچھے بھی کیا گیا۔۔۔خود حضور ﷺ فرماتے ہیں:

میری شفاعت ہر اس شخص کیلیئے ہوگی جو اس حال میں مرے
کہ اس نے کسی کو خدائے تعالیٰ کا شریک نہ مانا ہو۔[2]

حضور ﷺ اجنبی لوگوں کے بھی ہمدرد وغمخوار ہیں، احادیث شریفہ میں ایسی

۱۔۔۔ترمذی شریف، حدیث: ۳۱۴۸، ۱۱/ ۳۰۵، بیروت مسند امام احمد، ۱/ ۴۶۴/ ۲۴۱۴

۲۔۔۔المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۸/ ۴/ ۷، ۵۷ مطبوعہ عراق

﴿۱﴾۔۔'شفاعتی لمن شهد ان لااله الاالله مخلصا يصدق قلبه و لسانه' (مسند امام احمد، ۲/ ۳۰۷)

﴿ب﴾۔۔' شفاعتی لا هل الكبائر من امتی' (سنن ابی داؤد، حدیث: ۴۸۳۹)

بہت سی مثالیں ہیں، صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں، حضرت عبداللہ ذوالوجدین رضی اللہ عنہ، مکہ کے رہنے والے تھے، دل میں اسلام کی لگن لگی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، علی الصبح حضور ﷺ نے دیکھا ایک مسکین پھٹے پرانے کمبل کے ٹکڑے لپیٹے پڑا ہے، پوچھا تم کون ہو؟ نام بتایا اور اسلام کی تڑپ ظاہر کی، مسلمان کرلیا، پھر ایسا لاڈ پیار دیا کہ صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رشک ہونے لگا، جب انتقال ہوا قبر میں اپنے دست مبارک سے اتارا۔ اللہ اکبر! سچ ہے آپ ﷺ انیس الغریبین تھے۔ اور رحمۃ للعالمین ہیں جسکی قرآن حکیم گواہی دے رہا ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿انبیاء: ۱۰۷﴾

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت سارے جہان کیلئے

اور یہی رحمت اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے قریب ہے، اسکی شہادت قرآن حکیم دے رہا ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ ﴿اعراف: ۵۶﴾

بیشک اللہ کی رحمت نزدیک ہے، مخلص بندوں کے

راحة العاشقين، مرادالمشتاقين، شمس العارفين، سراج السالكين، مصباح المقربين

عاشقوں کی راحت، مشتاقوں کی مراد، عارفوں کے آفتاب، سالکوں کے چراغ۔

حضور ﷺ جاں نثاروں کے دل کا چین تھے، قرآن کریم اس کی گواہی دے رہا ہے۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ﴿توبہ: ۱۰۳﴾

اور ان کے حق میں دعا کرو، بیشک تمہاری دعا ان کیلئے چین ہے۔

حضور ﷺ چاہنے والوں کی مراد ہیں، یہ مطلوب و مقصود خود اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾

﴿توبہ: ۲۴﴾

فرمادیجئے اگر تمہارے باپ (دادا) تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جس کو تم نے کمایا ہے اور تجارت جسکے خسارے کا تمہیں اندیشہ رہتا ہے اور تمہارے پسندیدہ گھر، اگر یہ سب تمہیں زیادہ پیارے ہیں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے، تو انتظار کرو، یہاں تک اللہ تم کو سزا دے اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان قوم کو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے محبوب کو ہماری مراد بنایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ، حضور ﷺ کی طرف توجہ فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۱﴾ ﴿آل عمران: ۳۱﴾

اعلان کردو کہ اگر دوست رکھتے ہو اللہ کو تو پیچھے پیچھے چلو میرے، دوست رکھے گا اللہ تم کو اور بخش دے گا تمہارے گناہوں کو اور اللہ بخشنے والا اور رحمت والا ہے۔

۔۔۔اور اس 'مراد المشتاقین' (ﷺ) کے آداب یہ سکھائے:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ ﴿اعراف: ۱۵۷﴾

تو جو اُن کو مان گیا اور حق تعظیم ادا کیا اور حمایت کی اور پیروی کی اس نور کی جو ان کے پاس نازل کی گئی ہے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

حضور ﷺ 'شمس' ہیں 'سراج' ہیں 'مصباح' ہیں اسکے متعلق پیچھے عرض کیا جا چکا ہے۔

محب الفقراء والغرباء والمساکین

فقیروں، پردیسیوں اور مسکینوں کے چاہنے والے

قرآن کریم میں فقراء، اجنبی مسافروں اور مساکین کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے

۔۔۔ایک جگہ ارشاد ہے:

لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ ﴿حشر: ۸﴾

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو بے دخل کئے گئے اپنے گھر اور مالوں سے۔

۔۔۔دوسری جگہ فرمایا:

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ [1]

تو دیا کرو قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو

حضور ﷺ نے فقراء، اجنبی مسافروں اور مساکین کو نہال کر دیا، اجنبی مسافروں

۱۔۔۔قرآن کریم، ۳۸/روم/۳۰ اور ۲۶/اسراء/۱۷ اور ۷/حشر/۵۹

وفقراء اور مساکین کا ایسا دردمند و غمخوار نہ پیدا ہوا، نہ پیدا ہوگا۔۔۔۔اس ماحول کے پروردہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے۔ جنہوں نے تین دن تک اپنا افطار مسکین، یتیم اور قیدی کو دیا خود بغیر سحر و افطار کے روزہ رکھا، قرآن کریم نے اس بے مثال ایثار و قربانی کا اس طرح ذکر کیا ہے۔۔۔۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ ﴿دھر: ۸۔۹﴾

اور کھانا کھلائیں اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم کھلاتے ہیں بس اللہ ہی کیلئے، ہم نہیں چاہتے تم سے کوئی معاوضہ اور شکر گزاری۔

غور فرمائیں کس اخلاص و ایثار سے کھانا کھلایا گیا۔ اور اپنا حال دیکھیں، اول تو کھلاتے نہیں، کھلانے والوں کو منع کرتے ہیں اور اگر کھلاتے بھی ہیں تو دکھا دکھا کر ۔۔۔۔حضور ﷺ کی صحبت میں اہل بیت اطہار کے ایثار و اخلاص کا یہ عالم تھا جو قرآن کریم میں بیان کیا گیا اور خود حضور ﷺ کی اجنبی مسافروں وفقراء اور مساکین کے ساتھ دردمندی و غمخواری کا جو عالم تھا وہ احادیث شریفہ میں تفصیل سے موجود ہے ۔۔۔۔یہاں چند مثالیں پیش کرتا ہوں:

﴿۱﴾۔۔۔ایک یہودی کا غلام بیمار تھا، کوئی خبر نہ لیتا تھا، آپ کو معلوم ہوا تو اسکے گھر گئے، ساری ساری رات خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ اسکے سر اور پیر بھی دبائے۔[1]

﴿۲﴾۔۔۔ابوسفیان نے اپنے بیمار غلام کو اکیلا گھر میں ڈال رکھا تھا۔ کوئی تیماردار نہ تھا، آپ کو معلوم ہوا تو اسکے گھر گئے، رات سے صبح تک ٹانگیں دباتے رہے، اس حسن خلق سے وہ مسلمان ہو گیا۔[2]

۱۔۔۔محمد فیض احمد اویسی: ضوء السراج فی شرح درود تاج، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۶ء، ج ۲، ص ۹۲۔۹۳ (ملخصاً)

۲۔۔۔ایضاً، ج ۲، ص ۸۹۔۹۰ (ملخصاً)

﴿۳﴾---بوڑھا غلام اپنے آقا کے باغ میں پانی دینے کیلئے ڈول سے پانی نکالتا تھا تو ہاتھ کپکپانے لگے۔ آپ نے اس سے فرمایا، تو آرام کر میں پانی دیتا ہوں، پھر آپ نے سارے باغ کو پانی دیا۔[1]

﴿۴﴾---غلام بیمار ہے، آقا کے خوف سے چکی میں آٹا پیس رہا ہے اور تکلیف کی وجہ سے زاروقطار رو رہا ہے، بیماری کی وجہ سے آٹا پیسا نہیں جا رہا، حضور ﷺ نے دیکھ لیا، اس کو دلاسا دیا اور خود چکی میں آٹا پیسا، اس حسن خلق سے وہ مسلمان ہوگیا۔[2]

﴿۵﴾---یتیم بچہ سامان اٹھا کر لے جا رہا تھا، آپ کو ترس آیا، اس کا سامان خود اٹھا کر اس کے گھر پہنچایا۔[3]

﴿۶﴾---بازار میں ایک اندھی عورت گر پڑی، لوگ اسکی ہنسی اڑانے لگے، آپ نے سب کو نصیحت کی اور فرمایا: 'آؤ اس کو اٹھاؤ اور گھر تک پہنچاؤ---پھر آپ اس کیلئے روزانہ کھانا لے جاتے---اس حسن خلق کو دیکھ کر وہ مسلمان ہوگئی۔[4]

﴿۷﴾---ایک یتیم ننگے پیر، ننگے سر روتا ہوا جا رہا تھا، معلوم نہیں کس کا بچہ تھا، آپ کو ترس آیا، گود میں اٹھا لیا، گھر لائے، کھلایا پلایا، وہ بچہ دو دن سے بھوکا تھا، کئی دن گھر میں رکھا، پھر اس کے گھر پہنچا دیا۔[5]

﴿۸﴾---ایک مسکین بڑھیا نے حضور ﷺ سے راستہ چلتے بات کرنا چاہی، تو آپ گلی میں کھڑے دیر تک باتیں کرتے رہے۔[6]

۱---ایضاً، ج ۲، ص ۹۱ (ملخصاً) ۲---ایضاً، ج ۲، ص ۸۷ (ملخصاً) ۳---ایضاً، ج ۲، ص ۹۲ (ملخصاً)

۴---محمد فیض احمد اویسی؛ ضوء السراج فی شرح درود تاج، مطبوعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ج ۲، ص ۸۵ (ملخصاً)

۵---ایضاً، ج ۲، ص ۹۴ (ملخصاً) ۶---ایضاً، ج ۲، ص ۹۴-۹۵ (ملخصاً)

یہ دل داری وغمخواری اور ہمدردی ودردمندی عوام تو عوام، خواص میں بھی نہیں۔ حضور ﷺ نے دردمندی وغمخواری کی ایسی مثالیں قائم کردیں جو رہتی دنیا تک ہماری رہنمائی کرتی رہیں گی۔

☆☆ ۔۔بیشک آپ محبّ الفقراء والغرباء والمساکین ہیں۔۔ ☆☆

سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین و سیلتنا فی الدارین

جن وانس کے سردار، حرم مکہ، حرم مدینہ کے نبی، بیت اللہ اور بیت المقدس کے امام، دونوں جہاں میں ہمارا وسیلہ

۔۔۔حضور ﷺ جن وانس کے سردار ہیں، آپ نے خود فرمایا:

انا سید العالمین (بیہقی)

میں دونوں جہاں کا سردار ہوں

۔۔۔اور ایک جگہ فرمایا:

انا سید الناس ۱

میں لوگوں کا سردار ہوں

۔۔۔اور فرمایا:

انا اکرم الاولین والاٰخرین ۲

میں اولین وآخرین کا سردار ہوں

۔۔۔ایک اور جگہ فرمایا:

۱۔۔۔بخاری شریف، ۴/۱۶۳؛ ۶/ ۱۰۵ مسلم شریف، حدیث: ۳۲۷/۱۹۴/۴۷۲،
ترمذی شریف حدیث: ۲۴۳۴

۲۔۔۔ترمذی شریف، کتاب المناقب باب فضائل النبی ﷺ ۱۰۳/۱۳ ۔۱۰۴ حدیث: ۳۶۲۵

ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیرھم[۱]

اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا مجھے ان میں بہتر بنایا

گویا سب سے بہتر اور سب کے سردار آپ ہیں۔ ملائکہ اور اجنہ سب کے آپ سردار ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے، ادھر سے جنوں کا گزر ہوا، قرآن پاک سن کروہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿۲﴾ ﴿جن: ۱﴾

(بلاشبہ یہ واقعہ ہوا) کہ خوب سنا چند جنوں نے تو بولے کہ بیشک ہم نے سنا نادر قرآن جو راہ دیتا ہے ہدایت کی طرف لہٰذا مان لیا ہم نے اس کو اور ہرگز نہ شریک بنائیں گے اپنے رب کا کسی کو۔

حضور ﷺ حرم کعبہ اور حرم بیت المقدس کے نبی بھی ہیں اور امام بھی۔۔۔ بخاری شریف میں ہے سب سے پہلی نماز جو بیت اللہ کی سمت پڑھی وہ نماز عصر تھی۔۔۔[۲] پھر مدینہ منورہ میں کچھ عرصے کیلئے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔۔۔[۳] قرآن کریم میں اس تبدیلی کی وجہ یہ بتائی۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ ﴿بقرہ: ۱۴۳﴾

اور ہم نے نہیں بنایا تھا اس قبلہ کو جس پر تم تھے مگر اسلئے کہ الگ معلوم کرلیں (آزمائش کرلیں) جو غلامی کرے رسول کی ان میں سے اور جو الٹے پاؤں لوٹے۔

۱۔۔۔ترمذی شریف، ۱۳/۹۵، حدیث: ۳۶۱۶ ۲۔۔۔بخاری شریف، حدیث: ۴۰، ۳۹۹، ۴۴۸۶، ۷۲۵۲

۳۔۔۔سنن الدار قطنی، باب التحویل الی الکعبہ، ج: ۱، ص: ۲۷۳، لاہور

یعنی بیت اللہ سے بدل کر بیت المقدس کی طرف رخ اسلئے کرایا تھا تاکہ حضور ﷺ سے مسلمانوں کا تعلق معلوم ہو جائے اور منافق اور مسلمان الگ الگ ہو جائیں، قبلہ کا بدلنا ان کی زندگی کا ایک اہم واقعہ تھا؛ وہی اپنا قبلہ بدل سکتا تھا جسکا حضور ﷺ پر پختہ ایمان تھا، کیونکہ ایمان کی روح حضور ﷺ کی پیروی ہے۔ بیت المقدس کی طرف رخ کرنا اہل مکہ پر گراں ہوتا جو بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتے تھے اور بیت اللہ کی طرف سجدہ کرنا اہل مدینہ پر گراں ہوتا جو بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتے تھے، قبلہ کی تبدیلی سے ایمان کا امتحان ہو گیا اور مومن و منافق الگ الگ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ سے بیت المقدس کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا تو اس سمت نماز پڑھی جانے لگی لیکن ایک روز حضور ﷺ نے بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کی خواہش لئے نماز ہی میں آسمان کی طرف سر مبارک اٹھایا۔۔۔۔ ارشاد ہوا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ ﴿بقرہ: ۱۴۴﴾

ہم ملاحظہ کر رہے ہیں تمہارے چہرے کے بار بار اٹھنے کو آسمان کی طرف تو ضرور پھیر دیں گے ہم تم کو تمہارے پسندیدہ قبلہ کی طرف تو اب پھیر دو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور تم لوگ جہاں کہیں ہو اپنا اپنا رخ اس کی طرف کرو۔

حضور ﷺ نے پہلے بیت اللہ کی سمت نماز کی امامت فرمائی، پھر بیت المقدس کی طرف نماز کی امامت فرمائی، اور آخر میں پھر بیت اللہ کی طرف۔ تو حضور ﷺ 'نبی الحرمین' بھی ہوئے اور 'امام القبلتین' بھی۔

حضور ﷺ دنیا و آخرت میں؛ اسلئے مسلمانوں کا وسیلہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود

۔۔۔۔قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ﴿نساء: ۶۴﴾

۔۔۔۔اس آیت کی تفسیر وتشریح پیچھے عرض کردی گئی ہے۔

ابھی تو آپ دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلے سے دعا فرمائی جسکا قرآن کریم میں بھی اشارۃً ذکر ہے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾ ﴿بقرہ: ۳۷﴾

پس پالئے آدم نے اپنے پروردگار سے خاص کلمے تو درگزر فرمادیا انہیں، بیشک وہی درگزر فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کے جو کلمات حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمائے، ان میں یہ کلمات بھی ہیں:

یا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی[1]

ابھی آپ پانچ برس کے بھی نہ ہوئے تھے کہ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کے وسیلے سے بارش کی دعا مانگی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی جس پر ابو طالب نے چند اشعار فرمائے، ایک شعر یہ بھی تھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتمیٰ عصمة للارامل[2]

گورے رنگ والا جسکے چہرے کے وسیلے سے مینہ طلب کیا جاتا ہے جو یتیموں کا ماویٰ اور بیواؤں کا ملجا ہے۔

۱۔۔۔۔البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ۶/۱۴۲، دار الفکر، بیروت

۲۔۔۔۔دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۴۱ اور مجمع الزوائد، ۸/۲۸۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا فرمائی[1]

اصل میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو خود یہ حکم دیا ہے کہ اس تک رسائی کیلئے وسیلہ تلاش کیا کریں۔

یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ﴿مائدہ: ۳۵﴾

اے وہ جو ایمان لا چکے! اللہ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ

وسیلہ نیک اعمال کا بھی ہو سکتا ہے اور اُن کا بھی جو نیک اعمال کرتے ہیں، موٹی سی بات ہے کہ جسکا عمل وسیلہ بن سکتا ہے وہ بدرجہ اولیٰ خود بھی وسیلہ بن سکتا ہے؛ اس لئے قرآن کریم میں ہے کہ مقربین خود بھی وسیلہ تلاش کرتے ہیں:

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ﴿اسراء: ۵۷﴾

وہ مقرب لوگ جنہیں کفار معبود پکارتے ہیں وہ خود چاہتے ہیں اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ کہ ان کا کون سب سے اللہ کے قریب ہے اور امیدوار ہیں اس کی رحمت کے اور ڈریں اسکے عذاب سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوات میں کامیابی کیلئے غریب مہاجرین کے وسیلے سے خود دعا فرماتے تھے۔[2] حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے اپنے اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے یہ دعا فرمائی۔

اغفر لامی فاطمه بنت اسد ووسع علیها مدخلها بحق نبیك والانبیاء الذی من قبلی فانك ارحم الراحمین ۔[3]

۱۔۔۔ بخاری شریف، کتاب الاستسقاء، حدیث: ۱۰۱ مع فتح الباری، ۲/۴۹۴ اور دلائل النبوۃ للبیہقی، ۶/۱۴۷

۲۔۔۔ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب: ۹۴   ۳۔۔۔ طبرانی، ابن حبان، حاکم اور ابن ابی شیبہ

الٰہی میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اسکی قبر کو فراخ کر دے اپنے نبی کے وسیلے سے اور ان انبیاء کے وسیلے سے جو مجھ سے پہلے مبعوث ہوئے بیشک تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

صاحب قاب قوسین، محبوب رب المشرقین، ورب المغربین جدّالحسن والحسین

مقام قرب الٰہی کے حامل، مشرقین ومغربین کے پروردگار کے محبوب، حسن وحسین کے جدامجد

۔۔۔حضور ﷺ صاحب قاب قوسین ہیں کہ قرآن کریم میں آپ ہی کیلئے ارشاد ہوا:

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ﴿۹﴾ ﴿نجم: ۹﴾

رب المشرقین ورب المغربین کے[۱] محبوب ہیں اور ایسے محبوب کہ آپ کی اطاعت وپیروی، اطاعت کرنے والے کو اللہ کی نظر میں محبوب بنا دیتی ہے،[۲] ہر محبوب اپنی اطاعت چاہتا ہے مگر کمال محبت یہ ہے کہ رب کریم محبوب کی اطاعت چاہتا ہے اور اس اطاعت کے صلے میں اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے محبوب نواسے ہیں بلکہ حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ 'حسن وحسین دونوں میرے بیٹے ہیں، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا اللہ نے اس کو جنت میں داخل کیا، جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا'۔[۳]

۱۔۔۔قرآن کریم، ۱۷/الرحمٰن/۵۵ ۲۔۔۔قرآن کریم، ۳۱/ال عمران/۳

۳۔۔۔اس سلسلے میں کئی احادیث ہیں، تفصیل کیلئے مطالعہ کریں مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، ج:۲، مکتوب:۳۶

۔۔۔اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا بیشک اس نے مجھے محبوب رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے در حقیقت مجھ سے بغض رکھا۔[۱]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے عزیزوں رشتہ داروں سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت فرماتے تھے۔[۲]

مولٰنا ومولی الثقلین ابی القاسم محمد بن عبداللہ نور من نور اللہ

ہمارے آقا، جن وانس کے مولیٰ، یعنی ابی القاسم محمد بن عبداللہ، اللہ کے نور میں سے ایک نور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا ومولیٰ ہیں اور جن وانس کے آقا ومولیٰ ہیں، قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ﴿احزاب: ۶﴾

نبی ایمان والوں کی جان کے مالک اور جان سے زیادہ ان کے قریب ہیں۔

آقا ومولیٰ وہی ہوتا ہے جو مالک بھی ہو اور اس کا حکم نافذ بھی ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۶۵﴾ ﴿نساء: ۶۵﴾

تو تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم وہ ایمان نہیں لائے یہاں تک کہ اپنا فیصلہ کنندہ مانیں تم کو ہر معاملہ میں جس میں ان کے درمیان جھگڑا ہو پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کھٹک جو تم نے فیصلہ کردیا اور جی جان سے مان لیں۔

۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حلال وحرام کا اختیار بھی دے دیا، فرمایا:

وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ﴿توبہ: ۲۹﴾

اور نہ حرام جانیں جس کو حرام فرما دیا اللہ اور اسکے رسول نے

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہمارے اور جن وانس کے مالک ومولیٰ ہیں۔ مزید چند آیات پیش کی جاتی ہیں جن سے آپ کے اقتدار واختیار کا پتا چلتا ہے۔۔۔۔ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ ﴿احزاب: ۳۶﴾

اور نہیں ہے نہ کسی مومن اور مومنہ کا حق جب کہ حکم دے دیا اللہ اور اسکے رسول نے کسی امر کا کہ رہ جائے انہیں کچھ بھی اختیار۔

یعنی حضور ﷺ کا فیصلہ اٹل ہے، کسی کو اس فیصلے میں ذرہ برابر تبدیلی کا اختیار نہیں ہے۔

ایک آیۃ کریمہ میں یہاں تک فرمایا کہ جب حضور ﷺ بلائیں فوراً حاضر ہو خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہو کیوں کہ حکم کی تعمیل بھی عبادت ہے، جب کام کر چکو نماز وہیں سے شروع کرو جہاں سے چھوڑی تھی؛ کیوں کہ حقیقت میں تم نماز ہی میں تھے۔

۔۔۔۔ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ﴿انفال: ۲۴﴾

اے وہ جو ایمان لاچکے اپنی حاضری سے جواب دو اللہ اور رسول کا جب پکاریں تم کو رسول اسلیئے کہ تم کو زندہ کردے۔

اس سے بڑھ کر اور کیا اطاعت ہوگی؟ بلکہ یہاں تک فرمایا نبی کریم ﷺ کی محفل میں آئے ہو تو اب جانا تمہارے اختیار میں نہیں جب تک وہ اجازت نہ دیں۔ [1]
مالک ومولیٰ کو حکم کا بھی اختیار ہے، فیصلہ کا بھی اختیار ہے، دینے کا بھی اختیار ہے، حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے مانگا، حضور ﷺ نے عطا فرما کر فرمایا 'کچھ اور مانگ' [2]
حضور ﷺ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے والد ہیں (آپ اعلان نبوت سے پہلے پیدا ہوئے) اور حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں۔۔۔ لیکن 'نور من نور اللہ' (اللہ کے نور میں سے ایک نور) اسکی کچھ تفصیل پیچھے آچکی ہے، کچھ اور عرض کرتا ہوں۔
۔۔۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾ ﴿انفال: ۲۴﴾

بیشک آگیا تم میں اللہ کی طرف سے ایک نور اور روشن کتاب

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقت نہیں بلکہ دو حقیقتوں کا ذکر فرمایا ہے، 'نور' اور 'روشن کتاب'۔۔۔ جب بیچ میں 'اور' آجائے تو دو حقیقتیں الگ الگ ہو جاتی ہیں۔ ایک نہیں رہتیں۔ جیسے ہم کہیں 'قرآن اور حدیث'۔۔۔ تو یہ دونوں ایک شمار نہ ہوں گی بلکہ دو شمار ہوں گی، خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔۔۔ اسلیئے

۱۔۔۔قرآن کریم، ۶۲/نور/۲۴ ۲۔۔۔موردالظمان، حدیث: ۲۴۳۵، اور مجمع الزوائد، ۲/ ۲۴۹، اور معجم الکبیر للطبرانی، ۵/۵۲، اور البدایہ والنہایہ، ۵/ ۲۳۵

بہت سے مفسرین نے 'نور' سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی لی ہے۔ [1]

ویسے بھی آپ کی تشریف آوری سے دنیا میں اجالا ہوگیا، یہ تو آنکھوں دیکھی بات ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا:

یا جابر، اول ما خلق اللہ نوری [2]

اے جابر! سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

۔۔۔قرآن کریم میں ایک اور آیت ہے جو اس راز سے پردہ اٹھاتی ہے، ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ ﴿نور: ۳۵﴾

اسکے نور کی مثال جیسے ایک طاق، اس میں چراغ، چراغ فانوس میں، گویا ستارہ ہے موتی جیسا، روشن کیا جاتا ہے مبارک درخت زیتون سے جو پورب کا نہ پچھّم کا، اب اسکا تیل روشن ہونے کو ہے کہ نہ چھڑ جائے اسے آگ، نور علی نور، اللہ نور کی راہ سے جسے چاہے ہدایت دے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کیلئے اور اللہ ہر موجود کو جاننے والا ہے۔

۱۔۔۔مندرجہ ذیل مفسرین نے 'نور' سے مراد حضور ﷺ کی ذات اقدس لی ہے:
﴿ا﴾۔۔۔تفسیر روح البیان، ج۲،ص ۳۲۹
﴿ب﴾۔۔۔تفسیر ابن جریر، ج۴،ص ۱۶۰ ﴿ج﴾۔۔۔تفسیر مظہری، ج۳،ص ۶۸ ﴿د﴾۔۔۔تفسیر ثنائی، ج۱،ص ۳۶۲
﴿و﴾۔۔۔تفسیر نیشاپوری، ج۱،ص ۵۵ ﴿ھ﴾۔۔۔تفسیر عرائس البیان، ج۱،ص ۲۳۸

۲۔۔۔مولوی حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب میں یہ حدیث نقل کی ہے۔
'اول ما خلق اللہ نوری'' ص ۴۷) اور شاہ ولی اللہ نے بھی اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (ص ۹۲) میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

۔۔۔اللہ تو بے مثال ہے، حضور ﷺ آئینہ جمال الٰہی ہیں

بے مثالی کی ہے مثال وہ حسن

خوبی یار کا جواب کہاں

اس آیۃ کریمہ میں بعض صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے 'نور محمدی' (ﷺ) کو بیان فرمایا ہے۔ دوسری بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا کہ وہ زمین وآسمان کا نور ہے، یعنی زمین وآسمان میں کوئی جگہ نہیں جو اس کے نور سے خالی ہو، اور فرمایا کہ وہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیج رہا ہے، تو کائنات کا کوئی گوشہ نہیں جہاں درود نہ پڑھا جا رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات کریمہ میں اس نور کا ذکر فرمایا، مثلاً مندرجہ ذیل آیات کریمہ میں حضور ﷺ کے دشمنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿۳۲﴾ ﴿توبہ: ۳۲﴾

چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کا نور اپنی پھونک سے اور اللہ کو نامنظور ہے مگر یہ کہ پورا کر دکھائے اپنے نور کو، گو برا مانیں کافر لوگ

۔۔۔دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿۸﴾ ﴿صف: ۸﴾

چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے اور اللہ پورا فرمانے والا ہے اپنے نور کو، گو برا مانیں کافر لوگ۔

بعض علماء نور سے حضور ﷺ کی ذات مراد نہیں لیتے شاید اسلئے کہ ہمارے مدارس عربیہ کے نصاب میں 'نور' (light) ایک مضمون کی حیثیت سے شامل نہیں۔ یہ مضمون

دورِ جدید کا اہم مضمون ہے جسکی طرف علماء کی توجہ ضروری ہے۔

میدانِ حشر میں حضور ﷺ پر ایمان لانے والوں، آپ سے محبت کرنے والوں، آپ کی اطاعت کرنے والوں کے چہرے بھی نور سے چمک رہے ہوں گے، جب وہ لوگ پاس سے گزریں گے جو حضور ﷺ کو مانتے ہوئے بھی نہیں مانتے۔۔۔۔تو ان کے چمکتے چہرے دیکھ کر کہیں گے:

انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ﴿حدید: ۱۳﴾

ذرا ہمیں دیکھ تو لو، تمہاری روشنی سے ہم بھی کچھ لے لیں۔

یاایها المشتاقون بنور جماله صلوا علیه و آله واصحابه وسلموا تسلیما ہ

اے ان کے حسن وجمال کے عاشقو! ان پر، ان کی آل پر، ان کے اصحاب پر، خوب خوب درود وسلام بھیجو!

درود تاج کے یہ آخری الفاظ یا یها المشتاقون بنور جماله اصل میں قرآن کریم کی آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کی تفسیر وتشریح ہے۔ پھر اسی آیت کریمہ صَلُّوْا عَلَيْهِ کی بھی تفسیر وتشریح ہے اور آخر میں آیۃ کریمہ کے اصل الفاظ ہیں:

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ہ

اوپر درود تاج کا قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک جائزہ پیش کیا گیا، کوئی لفظ یا کوئی حرف ایسا نہ پایا جو لفظاً یا معناً قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ اس درود پاک کے مؤلف کوئی عالم و عارف ہیں، کیونکہ کلام، متکلم کے باطن کی عکاسی کرتا ہے جس میں متکلم کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر متکلم یا مصنف جاہل وان پڑھ یا شریعت سے بے خبر ہو تو ایک لفظ سے اسکے جہل و نادانی کا پتا لگ جاتا ہے۔ درود تاج کے مؤلف کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن شاذلی (۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء) نے اس کو تالیف کیا ہے۔ آیئے دیکھیں یہ کون بزرگ ہیں۔

آپ کا نام سید علی، والد کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالجبار تھا۔ آپ حسنی ہیں، ولادت ۵۹۳ھ/۱۱۹۶ء میں مراکش کے شہر سبتہ کے قریب ایک بستی غمارہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنی بستی میں حاصل کی، آٹھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم کی تعلیم سے فارغ ہوئے پھر مقامی علماء سے علوم دینیہ کی تحصیل کی اسکے بعد بغداد گئے اور وہاں ماہرین سے مختلف علوم وفنون کی تحصیل کی۔ بغداد سے اپنے وطن آئے اور یہاں شیخ عبدالسلام بن مشیش سے شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کی۔ مرشد کے حکم پر افریقہ کے شہر شاذلہ تشریف لائے، یہاں ریاضات ومجاہدات کے بعد تیونس تشریف لائے اور مخلوق کی ہدایت ورہنمائی میں مصروف ہو گئے۔ یہاں سے اسکندریہ تشریف لائے اور غالباً یہیں ازدواجی زندگی سے منسلک ہوئے۔ آپ کے علم وفضل کا یہ عالم تھا کہ اسکندریہ میں آپ کے درس میں وقت کے جید علماء شریک ہوتے تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کے علم و عرفان سے استفادہ کیا۔ آپ نے متعدد حج کئے، آخری بار ۶۵۶ھ میں روانہ ہوئے تو راستہ میں صحرائے عیذاب میں ماہ ذوالقعدہ میں وصال فرمایا اور اسکندریہ ہی میں دفن ہوئے۔ آپ کے پانچ بیٹے اور بیٹیاں ہوئیں اور تصانیف میں تیرہ چودہ کتابیں ہیں۔[۱]

۱۔۔۔ ﴿ا﴾۔۔۔ الشیخ محمد الصائم: اہل البیت فی مصر ص ۴۷

﴿ب﴾۔۔۔ سید حسین منصور شعبان: مقدمہ لطائف المنن، ص ۷۔۵

﴿ج﴾۔۔۔ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، جلد یازدھم، ص ۵۶۲

ابوالحسن شاذلی کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عالم وعارف اور زاہد و متقی تھے اور وقت کے جید علماء بھی آپ سے استفادہ کرتے تھے، عقل یہ کہتی ہے کہ ایسے بزرگ عالم کی تصنیف وتالیف کا کوئی لفظ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

۔۔۔قرآن حکیم میں مطلق درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝۵۶ ﴿الاحزاب:۵۶﴾

اور الفاظ وحروف کی بھی کوئی قید نہیں لگائی گئی۔۔۔۔جب یہ آیت اتری تو صحابہء کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا کہ درود کس طرح پڑھیں؟ حضور ﷺ نے درود ابراہیمی تلقین فرمایا، اسکے علاوہ اور بہت سے درود تلقین فرمائے مگر ہمارے علم میں، یہی ایک درود شریف ہے، ان درودوں کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ یقیناً جو صیغے آپ نے ارشاد فرمائے وہ سب سے بہتر ہیں مگر درود پاک کے وہ صیغے بھی جو آپ کی شان میں کہے گئے ہیں، کم اہم نہیں جو علماء ومشائخ نے اپنے اپنے ذوق وشوق اور اپنی اپنی محبت ولگن سے تالیف کیے ہیں اور جو ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، ان درودوں کا سلسلہ عہد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چلا آرہا ہے۔ چناں چہ تبلیغی نصاب میں 'مولیٰ صل وسلم دائما ابدا علی حبیک خیر الخلق کلھم' کو بطور درود ذکر کیا گیا ہے۔[۱] درود، محبت کے اظہار کا موثر ذریعہ ہے: اسلئے محبت والے اپنی محبت کا کسی نہ کسی رنگ میں اظہار کرتے ہیں پھر درودوں کی پہچان کیلئے انکے نام بھی رکھ لئے گئے ہیں۔ یہ حضور ﷺ

۱۔۔۔تبلیغی نصاب، فضائل درود، الشیخ محمد موسیٰ الروحانی البازی کی کتاب ''البرکات المکیہ فی الصلوٰۃ النبویۃ'' (مکتوبہ ۱۴۱۳ھ) حال ہی میں نظر سے گزری اس میں ۵۰۰ سے زیادہ درود شریف ہیں جن کو سات احزاب پر تقسیم کیا گیا ہے (شائع کردہ ادارہ تصنیف وادب، جامعہ اشرفیہ، لاہور، طبع چہارم ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء)

کی سنت ہے، حضور ﷺ ہر چیز کا نام رکھتے تھے حتی کہ گھر کے مختصر برتنوں کے بھی نام تھے۔ درود پاک، اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، صحابہء کرام (رضی اللہ عنہم) نے درود کے بارے میں عرض کیا تو فرمایا کہ یہ اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ ہم اس راز کو پانے کی کوشش نہیں کرتے اور اس بحث میں الجھے ہوئے ہیں کون سا درود شریف جائز ہے، کونسا ناجائز، درود شریف پڑھیں بھی یا نہیں، پڑھیں تو زور سے پڑھیں یا آہستہ وغیرہ، وغیرہ۔۔۔

غور فرمائیں اللہ تعالیٰ ہم کو درود وسلام پڑھنے کا حکم دے رہا ہے، اور ہم اللہ سے عرض کر رہے ہیں:

اَللّٰھُمَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے اللہ تو ہی محمد (ﷺ) پر درود بھیج۔

ہم تو حکم ماننے والے ہیں، حکم دینے والے نہیں۔۔ حضور ﷺ نے جو فرمایا حق فرمایا، بندے آپ کی تعریف وتوصیف کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے، جس نے آپ کی حقیقت کو پہچانا وہی آپ کی کما حقہ تعریف وتوصیف کر سکتا ہے، اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

'میرے پروردگار کے سوا میری حقیقت کو کسی نے نہ پہچانا'

لیکن آیت کریمہ کی تعمیل میں جن علماء ومشائخ نے درود پاک تالیف فرمائے، بعض حضرات ان کو پڑھنے سے روکتے ہیں، یہ روکنا تو اللہ کے حکم کی نافرمانی ہے، جو حکم بجالایا ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیوں بجالایا؟۔۔۔ کیسی عجیب بات ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے درود تالیف کرنے والوں اور درود پڑھنے والوں کی قرآن کریم میں یہ شان بیان فرمائی:

هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ ﴿احزاب: ۴۳﴾

وہی ہے جو درود بھیجے تم پر اور اس کے فرشتے

درود کے فضائل اپنی جگہ، سب سے بڑھ کر فضیلت یہ ہے کہ درود پڑھنے والے پر اللہ اور اس کے فرشتے درود پڑھ رہے ہیں، ہم گنہ گار وسیہ کار اس قابل کہاں مگر درود پاک ہم کو اس قابل بنا دیتا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پاک و ناپاک اور نیک و بد کا ایک معیار بتایا ہے جس سے ہر بات آسانی سے پہچانی جاسکتی ہے۔ ضابطہ یہ ہے کہ پاک باتیں باقی رہتی ہیں اور بلندی کی طرف جاتی ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ ﴿ابراہیم: ۲۴﴾

پاکیزہ بات کی مثال جیسے پاکیزہ درخت جسکی جڑ مضبوط اور اسکی شاخ آسمان میں۔

۔۔۔دوسری جگہ فرمایا:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ﴿فاطر: ۱۰﴾

اس کی طرف چڑھتی ہیں پاکیزہ باتیں اور نیک کام ان کو اوپر چڑھاتا ہے اور بلند کرتا ہے۔

۔۔۔اور ناپاک اور بری باتوں کیلئے فرمایا:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ِۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ ﴿ابراہیم: ۲۶﴾

اور گندی بات کی مثال جیسے گندہ درخت جو زمین کے اوپر سے کاٹ دیا گیا، اس کو قرار ہی نہیں۔

۔۔۔دوسری جگہ فرمایا:

وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ﴿شوریٰ: ۲۴﴾

اور مٹا دیتا ہے اللہ باطل کو اور درست رکھتا ہے حق کو اپنی باتوں سے۔

'درود تاج' گزشتہ آٹھ سو برس سے سارے عالم میں پڑھا اور سنا جا رہا ہے۔۔۔ قرآن کریم کے اوپر بیان کردہ ضابطے کی روشنی میں اگر ہم درود تاج کا جائزہ لیں تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے ہمارے شکوک وشبہات کا ازالہ قرآن کریم ہی کر سکتا ہے۔

درود تاج میں حضور ﷺ کے فضائل وکمالات بیان کئے گئے ہیں؛ کیوں کہ 'صلّی' کے معنی ہی 'اچھی تعریف کرنا'[۱] ہیں؛ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور ﷺ کے فضائل وکمالات بیان کئے ہیں۔ فضائل وکمالات سن سن کر ہی شخصیت سے محبت ہوتی ہے اور محبت سے اطاعت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، جب محبت ہو جاتی ہے تو محبّ، محبوب کے بارے میں غلط بات سننے کیلئے تیار نہیں ہوتا، محبّ کی نفسیات یہ ہے کہ وہ محبوب کی تعریف سننا پسند کرتا ہے، کوئی تعریف کرتا ہے تو وہ لڑتا جھگڑتا نہیں بلکہ خوش ہوتا ہے۔ علماء اسلام کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے درودوں کے ذریعہ ہمیں حضور ﷺ کے وہ بے شمار فضائل وکمالات عطا فرمائے جو قرآن وحدیث میں موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ کوئی بیان نہ کرے اور ہم سے چھپائے جس طرح حضور ﷺ کے عہد مبارک میں یہود ونصاریٰ کے علماء چھپایا کرتے تھے، توریت وانجیل میں حضور ﷺ کا نام نامی اور فضائل وکمالات اسلئے چھپاتے تھے کہ یہود ونصاریٰ کو معلوم نہ ہو جائیں اور وہ مشرف باسلام نہ ہو جائیں۔

۱۔۔۔ المنجد، ص ۵۷۵، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء

۔۔۔قرآن کریم میں ان حقائق کا اس طرح ذکر فرمایا گیا:

وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ ﴿بقرہ: ۱۴۶﴾

بیشک ان میں سے ایک وہ حق کو ضرور چھپاتا ہے جانتے بوجھتے۔

۔۔۔دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

﴿بقرہ: ۱۵۹﴾

بیشک جو لوگ چھپائیں جو اتارا ہے روشن باتوں اور ہدایت کو بعد اسکے کہ بیان فرمادیا ہم نے اسکو لوگوں کیلئے کتاب میں۔ وہ لوگ ہیں کہ ان پر اللہ کی پھٹکار اور سارے لعنت کرنے والوں کی لعنت۔

اور چھپانے کی یہ کارروائی لے دے کے ہوتی تھی، اس کا بھی ذکر قرآن کریم میں ہے۔

اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ﴿بقرہ: ۱۷۵﴾

وہ لوگ جنہوں نے خرید ا گمراہی کو ہدایت کے بدلے

۔۔۔پھر دوسری آیت میں فرمایا:

'بیشک جو لوگ، چھپائیں جسکو اتارا اللہ نے کتاب میں اور اس سے حاصل کریں تھوڑی قیمت وہ لوگ نہیں کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ۔'[۱]

تو چھپانے والے چھپاتے ہیں لیکن قرآن وحدیث کی یہ چھپائے جانیوالی باتیں لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں تو وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہوتے ہیں اور کڑھتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں، اے کاش! ہمارے علماء نے پہلے ہی ہم کو بتا دیا ہوتا تو شرمساری نہ ہوتی۔

۱۔۔۔قرآن کریم ۱۷۴/ بقرہ/۲

دنیا کے حالات کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ گزشتہ دو صدیوں سے مسلمانوں کے خلاف یہ عالمی تحریک چل رہی ہے کہ مسلمانوں کو طرح طرح کے حیلے بہانوں سے ان کے بزرگوں سے بدظن کر دیا جائے۔ ڈاکٹر محمد اقبال نے ملت اسلامیہ کا یہ مرض تشخیص کیا ہے کہ اپنے بزرگوں سے بدگمانی ان کا سب سے بڑا مرض ہے۔۔۔۔ کوشش یہ کی جارہی ہے کہ بزرگوں کے اعمال وافعال اور اقوال کو کفر وشرک اور بدعت ثابت کیا جائے۔ اس طرح ملت اسلامیہ کو ماضی سے کاٹ کر بے دست وپا کر دیا جائے۔ غور فرمائیں اگر ہمارے بزرگ غلط تھے تو ساری دنیا میں مسلمانوں کی حکومتیں کیوں مستحکم تھیں؟۔۔۔۔ کیوں اسلام کے دشمن ان سے خوف زدہ تھے؟۔۔۔۔ اور اب جو حال ہے، آپ کے سامنے ہے۔۔۔۔ اگر ہم صحیح ہیں باوجود اتنی سلطنتوں کے یہ عالمی رسوائی کیوں ہے؟۔۔۔۔ اچھے اقوال واعمال اپنے اندر طاقت رکھتے ہیں، یہی ان کی اچھائی کی علامت ہے۔۔۔۔ دل کو شکوک وشبہات سے پاک کرنے کیلئے فقیر شریعت کا ایک آسان سا ضابطہ عرض کرتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

> حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔۔ جس سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (مباح وجائز) ہے۔[1]

ایک حدیث شریف میں فرمایا، ایسی مباح اور جائز چیزوں میں بحث نہ کرو،[2] کوئی کرتا ہے کرے، نہیں کرتا نہ کرے۔۔۔۔ قرآن کریم میں ایسی مباح چیزوں پر حلال وحرام کا حکم لگانے سے منع فرمایا ہے۔۔۔۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ
هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿نحل: ۱۱۶﴾

۱۔۔۔ ترمذی شریف، کتاب اللباس، حدیث: ۱۷۲۶، اور ابن ماجہ، حدیث: ۳۳۶۷

۲۔۔۔ مشکوۃ شریف، کراچی، ص: ۳۲

اور مت کہہ دیا کرو جو تمہاری زبانیں جھوٹ بکتی ہیں کہ 'یہ حلال ہے
اور یہ حرام' تاکہ گھڑو اللہ پر جھوٹ، بیشک جو لوگ گڑھیں اللہ پر جھوٹ
ناکام ہیں۔

اس واضح آیت کے ہوتے ہوئے اس قسم کے غیر دانشمندانہ بحث ومباحثے سے ہمارے جوان ذہنی الجھن میں مبتلا ہوتے ہیں اور دین ودینداروں سے دور ہوتے چلے جارہے ہیں، فقیر کے نزدیک وہ ہماری شفقتوں کے محتاج ہیں، ان میں ذوق وشوق ہے، ان میں لگن ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے کیسا اچھا اور آسان اصول ہم کو دیا ہے، اگر اس اصول پر کاربند رہے تو کسی الجھن میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔

'درود تاج' کے بارے میں ہمارے شکوک وشبہات سنی سنائی باتوں کی وجہ سے ہیں، الحمدللہ اب سارے حقائق روز روشن کی طرح سامنے آگئے ہیں، حق تو یہ ہے کہ صاحب درود تاج نے حضور ﷺ کی پاک سیرت، ہمارے سامنے کھول کر رکھ دی ہے۔

آپ کا نام نامی، آپ کی آل واولاد، آپ کی صورت وسیرت، آپ کا حسن و جمال، آپ کے حالات وواقعات، آپ کی عادات وخصائل، آپ کا مقام ومرتبہ، آپ کے تفردات وامتیازات، آپ کے معجزات وخرق عادات، آپ کی محبوبیت وختمیت، آپ کی فضیلت واقربیت۔۔۔۔ الغرض۔۔۔۔ آپ کی حیات پاک کا ہر گوشہ سامنے آگیا۔

وہ کچھ اس صورت سے آئے جلوہ دکھلاتے ہوئے
میں یہ سمجھا کہ وسعت کونین میرے دل میں ہے

''گذارش''

اس ادارے کی سب سے اہم اشاعت ''معارف القرآن'' ہے جو کہ قرآن حکیم کا اردو میں نہایت شاندار ترجمہ ہے۔اور ہماری دوسری شائع کی ہوئی کتابیں بلا ہدیہ ہیں جو کہ صرف ڈاک کا خرچہ ارسال کر کے ہم سے منگوائی جاسکتی ہیں۔گذارش ہے کہ دین کا زیادہ سے زیادہ علم خود بھی حاصل کریں اور اپنے اہل خانہ کو بھی بہم پہنچائیں۔اُردو، انگلش اور دوسری زبانوں میں اسلامی لٹریچر فراہم کرنا اس ادارے کا ایک اہم مقصد ہے۔ ہمارے دیئے گئے نمبروں پر فوراً ہم سے رابطہ قائم کیجئے۔

ادارہ

'تصدیق نامہ'

میں نے گلوبل اسلامک مشن، انک، نیویارک، یو ایس اے کی کتاب بنام

'درودِ تاج'

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

کی طباعت کے وقت اسکے ہر صفحہ کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔

تصدیق کی جاتی ہے کہ اس میں موجود قرآن کریم کی آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ کے الفاظ اور اعراب دونوں بالکل صحیح ہیں۔ اور میرا یہ سرٹیفکیٹ درستگی اور اغلاط سے پاک ہونے کا ہے۔ دورانِ طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اسکا متن کتابت کی صحت سے تعلق نہیں ہے۔۔۔۔ علاوہ ازیں ۔۔۔۔ کتاب ھذا میں کوئی مضمون ملک وملت کے خلاف نہیں ہے۔

فقط

المصدق

Syed Mohd. Azmat Ali Noor
Research & Registration Officer Auqaf
Sind, Karachi.

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف، سندھ) کراچی

گلوبل اسلامک مشن، انک
نیویارک، یو ایس اے